

"2013 کی حکومت کے پہلے سو دن"

کہرام برپا کر دیا گیا ہے۔ نکتہ وہی دیرینہ کہ ہمارے علاوہ حکومت کیسے اور کیونکر کسی اور سیاسی جماعت کے پاس چلی گئی۔ عمران خان کے خلاف پٹشیں برس سے سیکھا ہوا ہر منفی حرਬہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ ضیاء الحق کے جانشین یقین ہی نہیں کر رہے کہ واقعی ن لیگ کو بھر پور سیاسی شکست ہوئی ہے۔ عرصہ دراز کے بعد پنجاب سیاسی ووٹ کی طاقت سے مسلم لیگ کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ لہذا، اب صرف ایک طرف یکسوئی سے کام ہو رہا ہے۔ کس طرح عمران خان کو ایک ناجربہ کار، ناچنچتا اور خام وزیر اعظم ثابت کیا جائے۔ اسکی ہربات پر تقدیر اور ہر کام کو ادنیٰ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس میں سیاسی لوگ، میڈیا، لکھاری، دانشور اور پرانے وفادار افسر، یعنی تمام عناصر شامل ہیں۔ ہر ایک کا اپنا غم ہے۔ اپنا دکھ ہے۔ کسی کے ناجائز رزق کو بندش کا سامنا ہے۔ کسی جنادری کو احتساب اور جیل نظر آرہی ہے۔ کوئی اپنی چھپنی ہوئی مراجعات کو یاد کر کر کے ٹسوے بھار ہا ہے۔ تو کوئی مالیاتی بالائی نہ ملنے پر پریشان ہے۔ ہر طبقہ فکر کے لوگ جن کے مفادات پر ڈپنچی ہے، واویا مچانے میں مصروف ہیں۔ مگر دلیل کی روشنی میں دیکھا جائے تو معاملہ بالکل بر عکس ہے۔ درست ہے کہ کسی بھی حکومت کے جمنے میں کچھ وقت لگتا ہے۔ شروع شروع میں چند غلطیاں بھی سرزد ہوتی ہیں۔ مگر اس سے یہ کیسے تعین کر لیا جائے کہ پانچ برس تک کیلئے آئی ہوئی حکومت بالکل ناکام ہو چکی۔ تحریک انصاف کے خلاف یہ کھیل بھر پور طریقے سے کھیلا جا رہا ہے۔ مگر اب گرد بیٹھ رہی ہے۔ معاملات ہر طرح سے بہتر ہو رہے ہیں۔ ضرورت صرف تعصب کی عینک کو اتار کر صورتحال کو جذب باتیت کے بغیر دیکھنے کی

ہے۔

پہلے سو دنوں کی بات ہو جائے۔ ویسے ابھی عمران خان کی حکومت کے پہلے سو دن پورے نہیں ہوئے۔ قابلی جائزے کیلئے، 2013 کے ایکشن کے بعد نواز شریف اور شہباز شریف کی حکومت کے پہلے سو دنوں کو پرکھنا بے حد ضروری ہے۔ دیکھنا ہوگا، کہ جب ن لیگ کی حکومت تھی، تو پہلے سو دنوں میں کون سے کارنا مے برپا کر دیے گئے تھے۔ لوگوں کی یاداشت کیلئے چند حقائق سامنے رکھنے ضروری ہیں۔ اس معاملہ میں PILDAT کی رپورٹ کے چند مندرجات کو دیکھنا بے حد ضروری ہے۔ قطعاً عرض نہیں کر رہا کہ 2013 میں حکومت بنانے کے بعد ن لیگ نے کچھ نہیں کیا۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ اپنے ایکشن منشور کے مطابق ایک قدم بھی آگے کی طرف نہ اٹھایا گیا۔ بلکہ منشور کی ہر سبق اور دعوے کو بالائے طاق رکھ دیا گیا۔ دہشت گردی کے متعلق ن لیگ کی پالیسی کیا تھی۔ آپ حیران ہو جائیں گے کہ سوائے زبانی بیانات دینے کے علاوہ پہلے سو دنوں میں محترم وزیر اعظم نے پورے ملک کو اس عفریب سے نجات دلانے کیلئے ایک بھی مضبوط قدم نہیں اٹھایا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ کسی نامعلوم دباؤ کے تحت محترم نواز شریف نے طالبان سے مذاکرات کرنے کی تجویز پیش کر دی۔ وہ دہشت گرد، جنہوں نے ہمارے ہزاروں بے گناہ شہری مار ڈالے، جنہوں نے ہماری فوج کے ان گنت جوان شہید کر دیے۔ محترم وزیر اعظم ان سے مذاکرات کرنا چاہتے تھے۔ خیر دہشت گروں کے خلاف فیصلہ کن جنگ جzel راحیل شریف کے احکامات پر شروع کی گئی۔ نواز شریف کو عسکری قیادت نے اس فیصلے سے دہشت گروں کی سرکوبی کی مہم شروع کرنے کے بعد اعتماد میں

لیا۔ بہر حال پہلے سو دنوں میں ن لیگ کی حکومت کا دہشت گروں کے خاتمے کے متعلق کوئی جاندار بیانیہ سامنے نہیں آیا۔ یاد رہے کہ اس وقت دہشت گردی نے پوری قوم کو عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ پہلے سو دنوں میں اس پر توجہ نہ دینا ایک غلطی نہیں بلکہ بھی انک ظلم تھا۔

کسی کی بات پر یقین نہ کیجئے۔ مگر پلڈ اٹ کی رپورٹ کا تقدیمی جائزہ 2013 کے حالات کو سب کے سامنے کھول کر رکھ دیتا ہے۔ یہ نکتہ بھی درست ہے کہ زرداری صاحب نے پورے پانچ برس ملک کی قسمت سے وہ کھلواڑ کیا تھا کہ واقعی ہماریہ روپڑا تھا۔ نواز شریف کو حکومت مشکل حالات میں ملی تھی۔ مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ انہوں نے بذات خود کیا اہم کام سرانجام دیے۔ پوری ایکشن مہم میں دونوں بھائی، چیخ چیخ کر اعلان کرتے رہے کہ ہم آتے ہی معاشری ٹیروں، ڈاکوؤں، ملکی معیشت کے راہزنوں کا بے لاگ احتساب کریں گے۔ ٹی وی پر انکی تقاریر سنر لگتا تھا کہ جیسے ہی آل شریف نے اقتدار کے تخت پر قدم رنجافرمایا، ملک میں ایسا بے لاگ احتساب شروع ہو جائیگا کہ پوری دنیا دنگ رہ جائیگی۔ مگر تباہ کن سچ یہ ہے کہ پہلے سو دنوں میں احتساب تو دور کی بات، چیزِ میں نیب کا تقریر تک نہیں کیا گیا۔ اگر یہ لوگ واقعی احتساب کرنے میں سمجھیدہ ہوتے تو کم از کم ایک غیر متنازع عدالتی کو چیزِ میں نیب ہی لگادیتے۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ وہی پرانی روشن۔ اپنا بندہ ڈھونڈ واور اس پر نواز شہزادت کی بارش کرو۔ ملک بھاڑ میں جائے۔ کوئی پرواہ نہیں۔ نواز شریف کیا اس کوتا ہی کا جواب کسی کو دینا پسند فرمائیں گے کہ ایکشن کے وعدوں کے مطابق، سو دنوں میں اتنی اہم پوسٹ پر کیوں تعیناتی نہیں فرمائی۔ احتمال یہ ہے کہ احتساب کو صرف ایک انتخابی نعرے کے طور پر استعمال کیا گیا۔ اسکا عملی حکومت سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ مگر آج ن لیگ کا کوئی قائد بھی اس نکتہ پر بات کرنے کیلئے تیار نہیں۔ 2013 کے ایکشن کے بعد، محترم نواز شریف، پہلے سو دنوں میں اپنی کابینہ کی تشکیل تک مکمل نہیں کر پائے تھے۔ یہی عالم پنجاب میں تھا۔ خیر شہزاد شریف کو تو ویسے ہی وزیروں سے چڑھی۔ وہ کسی قسم کا کوئی اختیار اپنے سیاسی وزیروں کو دینے کیلئے تیار نہیں تھے۔ حقیقتی امر یہی ہے کہ وفاقی اور صوبائی سطح پر کابینہ جو کہ مشاورت کا سب سے اہم اور مقدس فورم ہوتا ہے، اسکو قصداً مکمل رہنے دیا گیا۔ کابینہ کے متعلق کیا گریہ کرنا۔ پہلے سو دنوں میں ن لیگ کی حکومت، پارلیمنٹ کی سینیٹ نگ کمیٹیاں تک تشکیل نہ کر سکی تھی۔ قانون کے اعتبار سے یہ کام وزیر اعظم بننے کے بعد صرف اور صرف تمیں دنوں میں مکمل کرنا تھا۔ جو نیم دلانہ طریقے سے کمیٹیاں بنائی دی گئیں۔ انہیں آزادانہ کام کرنے کی قطعاً اجازت نہیں تھی۔ پلڈ اٹ کی رپورٹ میں یہ سچ انہائی وضاحت سے لکھا ہوا ہے۔

ایکشن کے دوران بار بار آل شریف فرمائی تھی کہ وہ ایسی شاندار ٹیکس اصلاحات کریں کہ غربت میں کمی واقعی ہوگی۔ عام لوگوں کی بھلائی ہوگی۔ امیروں سے ٹیکس وصول کر کے غریب لوگوں پر خرچ کیا جائیگا۔ مگر اصلاحات تو دور کی بات، پہلے سو دنوں میں نواز شریف کی حکومت نے دکھاوے کے طور پر بھی ٹیکس اصلاحات کا نام نہیں لیا۔ عملی فلسفہ یہی تھا کہ ایکشن کے نعروں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ وہ تو صرف لوگوں کو بیوقوف بنانے کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ بھلا حکومتی عملی اقدامات سے انکا کیا تعلق۔ محترم نواز شریف نے قومی اسمبلی کے فلور پر گن گھرج اور اعتماد کے ساتھ، جزل پر ویز مشرف کو قانون کے کٹھرے میں لانے کا وعدہ کیا تھا۔ صاحبِ علم لوگوں کو اس وقت بھی معلوم تھا کہ یہ نہیں ہو پائیگا۔ مگر موصوف نے اسمبلی جاتے ہی فوج کے ادارے کے خلاف بساط بچانی شروع کر دی۔ اسکے بعد جو کچھ ہوا، وہ تاریخ کا حصہ ہے۔ ہاں ایک اور بات، ایوان بالائی سینیٹ کو نواز شریف کسی قسم کی اہمیت دینے کیلئے تیار نہیں تھے۔ پہلے سو دنوں میں وہ ایک

بار بھی ایوان بالا میں جانے کی تکلیف نہ کر سکے۔ شائد انکی نظر میں پاکستان کی سینیٹ میں جانا، وزیر اعظم کے عہدے کی ہتھی تھی۔

پہلے سو دنوں میں وفاقی کابینہ کے کتنے اجلاس ہوئے؟ اہم امور پر کتنی مشاورت ہوئی؟ پلڈاٹ کی 2013 کی رپورٹ میں درج ہے کہ آل شریف نے پارلیمنٹی اصولوں کے مطابق مشاورت کے عمل کو بالائے طاق رکھ دیا۔ وہی چار پانچ نزدیک ترین لوگ اور برادرخورد، اسکے علاوہ کسی کو فیصلہ سازی کے عمل میں شامل کرنا گناہ تصور کیا جاتا تھا۔ یعنی پارلیمنٹ، سینیٹ، سینیڈنگ کمیٹیاں اور کابینہ عملی طور پر عضو متعطل بنادی گئیں۔ مالی معاملات صرف اور صرف اسحاق ڈار کے زرعی طے ہونے لگے۔ مالیاتی امور کو اس طرح آگے بڑھنا ہے۔ ان میں شفافیت کیسے لانی ہے۔ اس پر کسی قسم کی کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اس کا خمیازہ آج پوری قوم سودا روکی ادا یگی کی صورت میں بھگلت رہی ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ وزیر اعظم نے وزیر خارجہ عہدہ اپنے پاس رکھ لیا۔ نقصان یہ ہوا کہ ہمارے دشمن ممالک کو کھل کر مخالفت کرنے کیلئے وسیع و عریض میدان مل گیا۔ پاکستان کے حق میں بولنے کیلئے کوئی تھا، ہی نہیں، لہذا میاں صاحب کے چار سالہ دور میں ہمارا ملک مکمل سفارتی تہائی کا شکار ہو گیا۔ پہلے سو دنوں یا چار سالوں میں وزیر خارجہ کو نہ رکھنا ایک مجرمانہ فعل تھا۔ جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگلت رہے ہیں۔

ہاں، 2013 میں حکومت میں آنے کے بعد، ایک زبردست کام ضرور ہوا۔ آڈیٹ جزل سے آڈٹ کروائے بغیر، بجلی کے کارخانوں کے مالکان کو وہ گردشی قرضہ ادا کر دیا گیا، جو مکمل طور پر انہوں نے مانگا ہی نہیں تھا۔ اربوں روپے قواعد و ضوابط کے برخلاف راتوں رات، ادا کر دیے گئے۔ اس میں سے کمیشن کی بازگشت بھر پور طریقے سے سنائی دی گئی۔ قصہ کوتاہ یہ کہ ن لیگ نے اپنے پہلے سو دنوں میں ایک بھی ایسا جاندار فیصلہ نہیں کیا، جس سے ملک کی سمت درست ہو سکے۔ المیہ یہ ہے کہ اب محترم نواز شریف، اسفندیار ولی، فضل الرحمن اور دیگر سیاسی اصحاب، عمران خان کے ان سو دنوں پر تقدیم کر رہے ہیں جو ابھی پورے ہی نہیں ہوئے۔ مولانا فضل الرحمن صاحب کا غصہ دیدنی ہے۔ اُنکے لیے صرف دعا ہی کی جاسکتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ انہیں بھی 2013 کی حکومت کے پہلے سو دن مکمل طور پر یاد ہونگے۔ کیونکہ وہ ہر حکومت کی طرح اس حکومت کا بھی حصہ تھے۔ تحریک انصاف پر ضرور تقدیم ہونی چاہیے۔ مگر سو دن تو گزرنے دیجئے!

راو منظر حیات